مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی

کیا کوئی غیر مسلم اسلامی مقننہ کا رکن بن سکتا ہے؟

حکمرانوں کو دوہرے ووٹ کی تجویز کی جرأت کیوں ہوئی؟

مدیران جرائد اسلامیہ کی خدمت میں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ــــ منسلکہ مضمون آنجناب کے غور و فکر کے لیے بھیج کر ایک طالب علمانہ فریضہ ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ واللہ یعلم سری وعلانیتی عفا اللہ عنی وعنکم سردست آپ سے اپنے موقر جریدہ میں اس کو شائع کرنے کی جرأت اس لیے نہیں کر رہا کہ عین ممکن ہے یہ تحریر آپ کے معیاری رسالہ کے معیار پر پوری نہ اترتی ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کی پالیسی سے مضمون یا اس کا طرز تحریر زیادہ مطابق نہ ہو ــــ گذارش اتنی ہے کہ اگر آنجناب کو مضمون کے کلیدی حصص سے اتفاق ہو یعنی نہ صرف غیر مسلم کا دوہرا ووٹ بلکہ اس کی بنیاد یعنی اس کو انتخاب میں اہل شہادت سمجھنا اور با اختیار مقننہ میں مستقل رکن کی حیثیت سے شریک ہونا اس طرح قرآن وسنت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم بمع تائید اکابرین اسلام کے تصریحات سے معلوم ہوتا ہے اور جس طرح کہ الخیر ملتان بابت اپریل ۱۹۹۶ء اور خدام الدین لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء اور تجلیات حبیب چکوال مارچ ۱۹۹۶ء کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے اور جس طرح کہ الحسن لاہور اور نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے اپنے اداریوں میں اس نئی تجویز کو قرآن وسنت کے منافی اور ملک وملت کی تباہی کی تجویز قرار دیا ہے۔ تو اپنے موقر جریدہ کے ذریعہ اپنے ہی مؤثر انداز تحریر اور پرزور ترغیب وترہیب سے اس مسئلہ کو مسلسل واضح فرماتے رہیں جس پر طویل خاموشی کی وجہ سے گرد و غبار کے دبیز پردے پڑ چکے ہیں اور جو کہ معمولی پھونک سے صاف نہیں ہو سکیں گے۔

عبدالکریم عفی عنہ صدر مدرس ومہتمم نجم المدارس کلاچی دیانی تحریک عمل برائے نفاذ شریعت اسلامیہ پاکستان

حمد و صلوٰۃ کے بعد گذارش ہے کہ اخبارات کے مطابق جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ پاک ملک کی وفاقی کابینہ نے انتخابی اصلاحات کے نام سے یہ ناپاک فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ آئندہ انتخابات میں غیر مسلموں کو دوہرے ووٹ استعمال کرنے کا حق ملنا چاہیئے ایک ووٹ وہ اپنے مخصوص نشستوں پر اپنے غیر مسلم امیدوار کے لیے استعمال کریں اور دوسرا ووٹ وہ اپنے حلقہ کے مسلم امیدوار کے لیے۔

ع　　وائے گر در پس امروز بود فردائے

دینی جرائد مذہبی رسائل، ماہنامے، ہفت روزے اور بعض اسلام پسند روزنامے اس پر چیخ رہے ہیں اور ملک و ملت کے حق میں اس ناحق اور ذلیل فیصلے کے ناقابل برداشت نتائج قوم کو سمجھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، یہاں کا فرض ہے اس پر خاص وقت میں خاموش رہنا ساکت عن الحق بننا ہے جس کی وعید بہت سخت ہے یہ خالص مذہبی مسئلہ اور مذہب کی پاسداری اہل مذہب ہی کا اولین فریضہ ہے مذہبی اور غیر مذہبی جرائد کا اس پر اتفاق ہے کہ اس تجویز سے غیر مسلم اقلیت کو مسلم اکثریت پر مسلط کرنا ہے چونکہ ہمارے بڑوں کا معاملہ اسلام اور مسلمانوں سے خیر کا نہیں رہا اس لیے اب غیر مسلموں کی دامن میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔ سچ کہا کہنے والے نے۔

ع　　اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

دینی جرائد کے تبصرے، شر میں خیر کا پہلو۔

چنانچہ ماہنامہ الخیر ملتان جیسا اہم دینی مذہبی رسالہ بابت ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ اپریل ۹۶ء اپنے اداریہ میں لکھتا ہے کہ اسلام تو فاسق مسلمان کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ مسلمانوں کے امیر کے انتخاب اور اداء شہادت کے مقام پر فائز ہو (یعنی ووٹر بنے کیونکہ ووٹ شہادت ہے)

چہ جائے کہ ایک غیر مسلم کو ارباب حل و عقد اور شاورہم فی الامر کا درجہ دے دیا جائے (یعنی با اختیار مقننہ کا ممبر چنا جائے) ظاہر ہے کہ پاکستان کی غیر مسلم اقلیت کو اسے اسلامی فلاحی "مملکت" ریاست بنانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے الخیر ملتان صہ۔

۲۔ ہفت روزہ خدام الدین جیسا قدیم الاشاعت رسالہ اپنی اشاعت ۱۵/۲۱ مارچ ۹۶ء اور اس کے بعد کے شمارہ میں اسے خونی سازش قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ اقلیتوں کو سوچنا چاہیئے کہ کہیں وہ زیادہ حقوق حاصل کرنے کی خوشی میں ان حقوق سے بھی محروم نہ ہو جاویں جو انہیں پہلے بھی حد سے زیادہ حاصل ہیں۔

حد سے زیادہ کا مطلب حد شرعی سے زیادہ ہے اور وہ وہی حقوق ہیں جن کو الخیر ملتان نے

ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ان کو ارباب حل وعقد اور شاورہم فی الامر کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔ حالانکہ اسلام نے کسی فاسق کو بھی انتخاب امیر اور اداء شہادت (ووٹ دینے) کا حق نہیں دیا۔

۳۔ جمعیت علماء اسلام کے امیر اوّل حضرت امام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دور امارت میں جب ۵۶ء کے دستور پر تنقیدات اور ترامیم کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا گیا تھا جس کا مقدمہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے لکھا گیا تھا اور اس کمیٹی کے اراکین میں شمس الاولیاء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی قدس سرہ جیسے نابغہ روزگار، شیخ حسام الدین مرحوم اور حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ فاضل دیوبند بھی تھے ناظم اعلیٰ جمعیت کے اس وقت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خدام الدین لاہور نے تین سال قبل اس مقدمہ کا درج ذیل حصہ خصوصیت سے شائع فرما دیا تھا — جو اگلی سطور میں نذر قارئین ہے ۔

۴۔ اور اب دوہرے دوٹ کے دھماکے سے متاثر ہوکر بچوال پنجاب کے مشہور ومعروف خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ کے ترجمان تجلیات حبیب نے بھی اسی صدائے حق کو ملک و بیرون ملک پہنچانے کی سعی فرما کر پورے ۱۳ صفحات پر اس مضمون کو شائع فرما دیا ہے ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ۔

دستور ۵۶ء پر ترامیم و تنقیدات کے اقتباسات

<u>حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم کی تصریحات</u> : ترامیم و تنقیدات کے ص۲۹ پر مفتی صاحب لکھتے ہیں ۔

الف ۔ جس ہئیت مقننہ میں غیر مسلم بطور رکن شریک ہو وہ قطعاً اسلامی مقننہ نہیں کہلائی جا سکتی ۔

ب ۔ اور جو دستور اس کی اجازت دیتا ہو وہ قطعاً اسلامی دستور نہیں کہلایا جا سکتا ۔

ج ۔ ص۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں جمعیۃ علماء اسلام اسلامی ہئیت مقننہ میں غیر مسلموں کے شریک ہونے کو مداخلت فی الدین اور اسلام کے ساتھ استہزاء سمجھتی ہے ۔

غرضیکہ مخلوط اور جداگانہ انتخاب اسلامی انتخاب کی اسلامی شکل کی تحریف کا باعث ہو سکتے ہیں

د ۔ ص۳۲ میں تصریح فرماتے ہیں جمعیت علماء اسلام نے اس دستور میں ترمیم بحق انتخاب اسلامی کرائی ہے دستور کے ان دفعات کو سراسر تبدیل کرانا ہے جن میں غیر مسلم کو حق رائے دہی یا حق رکنیت اسمبلی دیا گیا ہے ۔

<u>صدائے بازگشت</u> الخیر ملتان ۔ خدام الدین لاہور نے جو کچھ لکھا ہے اور تجلیات حبیب چکوال نے جس مضمون کو مکمل تائید کے ساتھ شائع کیا ہے یہ تقریباً ۳۸ سال قبل کے اس ندائے حق کی صدائے بازگشت

ہے جو جمعیت علماء اسلام کے دور اوّل کے اعاظم رجال اور اکابر اسلام کی تائید سے بلند کی گئی ۔

تلخ حقیقت ۔ یہ ایک انتہائی تلخ حقیقت ہے کہ ۵۶/۵۸ء سے جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے سر پہ جو اہم ذمہ داری لی ہے آج ۹۶ء تک ملک وملت اور اسلام ومسلمانوں کا یہ قرض حسنہ اس کے ذمہ واجب الاداء ہے ۔

قابل صد ستائش ہیں یہ جرائد نذ جبیۃ الخیر خدام الدین اور تجلیات جنہوں نے علمائے اسلام کو بھولا ہوا سبق اور بھلایا گیا قرض حسنہ یاد دلایا ـــــ فہل من مذکر ۔

اخلاقی جراٴت انسان مرکب من الخطا والنسیان ہے بھول چوک معاف کرانا اخلاقی جرات ہے غلطی پر ڈٹ جانا آدمیت کے خلاف ہے ـــــ ۵۶/۵۸ء سے لے کر اگر ۹۶ء تک اس اہم مسئلہ کو کہ غیر مسلم مقننہ کا باقاعدہ رکن نہیں بن سکتا اور نہ ہی غیر مسلم بلکہ فاسق اور بدمعاش مسلمان بھی ووٹر بن سکتا ہے جب اسے نہ اسمبلی کے اندر زیر بحث لایا گیا ہے نہ ملک کے گوشہ گوشہ میں اس پر پرزور تقریریں کی گئیں نہ مجالس عامہ اور خاصہ میں اس پر قرار دادیں آئیں تو اب اس شر انگیز تجویز کہ غیر مسلم کو دوہرے ووٹ کا حق ملنا چاہیئے کی پوری ذمہ داری علماء اسلام کی اس طویل خاموشی پہ اگر نہیں تو اور کس پہ ہے ـــــ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند   سعدی از دست خویشتن فریاد

جب تک اس حقیقت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اصلاح کی امید نادانی ہے کہ

نہ پیٹیں، نہ ہو قتل انصاف یہ ہے   کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوئے ہیں

دوہرے ووٹ کی بڑ تو اس شجرہ خبیثہ کے برگ وبار ہیں کہ غیر مسلموں کو اہل شہادت (ووٹر) بنانے پر نصف صدی تک خاموشی اختیار کی گئی اور ان کو ارباب حل وعقد بنا دینے کو اب بھی عین انصاف کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان کلمات بیہودہ کے باوجود اسلام نافذ کرنے کا دعوے کرنے سے بھی نہیں شرماتے ۔

ہفت روزہ عدالت ڈیرہ اسمٰعیل خان ۱۰ مارچ ۹۶ء کے مطابق دوہرے ووٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے ـــــ اقلیتوں کے لیے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے مخصوص نشستوں پہ اپنے نمائندے منتخب کریں ۔ مفتی محمود صاحب کا ارشاد تو یہ ہے کہ

جمعیت علماء اسلام اسلامی حیثیۃ مقننہ میں غیر مسلموں کے شریک ہونے کو اسلام کے ساتھ استہزاء سمجھتی ہے

لیکن ان کے نام لیوا سے انصاف کا تقاضا کیئے پھرتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اور لطف یہ کہ ووٹ مانگتے وقت خداوند قدوس کے نام پاک کی قسم کھاتے رہے کہ اسمبلی میں غیر مسلم کی شرکت کے خلاف موثر احتجاج کرتا رہونگا۔ لیکن مجال ہے کہ پلے ۲ سال تک ایک دفعہ بھی اس کی توفیق ملی ہو۔

ع تفو بر تو ای چرخ گرداں تفو

عظمت رفتہ! بہر حال علماء کو اگر سچے دل سے اسلام کی خدمت کرنی ہے اور اگر ان کو عظمت رفتہ واپس حاصل کرنا ہے تو منافقت کی سیاست کو طلاق مغلظہ دینا ہوگی۔ غیر یادہ خاموشی سے توبہ نصوح کرنی پڑے گی اور صحیح اسلام پیش کرنے سے شرمانے کی عادت کو یکسر چھوڑنا ہوگا۔

بیسوں مورچے۔ کوئی حرج نہیں یہ بیسوں مورچے اپنی اپنی جگہ پر رہیں لیکن سب کا نشانہ ایک ہی رہے کہ نہ تو اس اسلامی یا مسلمانوں کے ملک میں کوئی غیر مسلم با اختیار مقننہ اسمبلی کا ممبر بن سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی فاسق فاجر اور بدمعاش اسلامی شعائر کا مذاق اڑانے والا ووٹر ــــــ یہ مابہ الاتحاد ہو ـــــ باقی بیش بہ پلٹے خویش اور گیز بہ پائے خویش جو جدھر چاہے اُدھر منہ اٹھائے۔

دلائل! یہ دونوں باتیں جن کو مابہ الاتحاد کہا گیا اسلام کے مسلمات میں سے ہیں نصوص کثیرہ سے ثابت ہیں اس وقت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تصریحات الخیر کا فتویٰ خدام الدین کی اقلیتوں کو دھمکی اور تجلیات حبیب کا اپنی مکمل تائید کے ساتھ مفصل مضمون کی اشاعت ہی سلیم الفطرت انسانوں کے لیے کافی دلیل ہے واضح رہے کہ دینی ماہناموں میں مرکزی حیثیت رکھنے والے اردو ماہناموں الحق لاہور اور نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے بھی اس نئی تجویز کو قرآن وسنت کے منافی اور ملک وملت کے لیے تباہ کن تجویز قرار دیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ خالص مذہبی مسئلہ ہے۔ اور مذہب کے نام لیواؤں کو اس کا ایسا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا کہ اس کی اصل بنیاد غیر مسلم اور فاسق وفاجر کا ووٹر ہونے اور با اختیار مقننہ میں ان کے شریک ہونے کی بنیاد ہی ختم ہو جاوے ورنہ اس کا نتیجہ بقول عارف روم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہوگا کہ ـــ

در بہ بست و دشمن اندر خانہ بود
حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود

کج فہم سیاست پرستوں کے شبہات! کہتے ہیں آج کی دنیا میں یہ ممکن نہیں کہ کوئی شہری ووٹ کے حق سے محروم رہے یا اسمبلی کا ممبر نہ بنایا جاسکے۔

مولانا مفتی محمود صاحب کی زبانی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر روس میں غیر کمیونسٹ روسی اسمبلی کا ممبر نہیں بن سکتا اور اگر امریکی کانگرس میں کمیونسٹ ممبر بننے کا مجاز نہیں تو کیوں ایک اسلامی اسمبلی میں غیر مسلم ممبر بن سکے (ترامیم و تنقیدات پر دستور ۱۹۵۶ء)

کہتے ہیں اس طرح ہر غیر اسلامی ملک میں مسلمانوں کو اسمبلی میں کوئی نشست نہیں ملے گی جواب یہ ہے کہ اس طرح تو پھر قتل مرتد کا مطالبہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ پھر وہ لوگ مسلمان بننے والوں کو قتل کرنے کا قانون بنالیں گے۔ اور پھر تو یہاں اکثریت کی بنیاد پر اسلامی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ بھی آپ روک دیں گے اور منطق یہی پیش کریں گے کہ وہاں پھر وہ لوگ بھی اکثریت کی بنیاد پر ہندوازم وغیرہ کا مطالبہ کر دیں گے۔ یہ اوہام ہیں اور ہوتے ہیں بدر ابہامہ بسیار کا مصداق ـــــ اگر صحیح اسلام پیش کرنے سے آپ شرماتے ہیں تو اسلام کی قیادت کا قلادہ دور پھینک دیجئے۔ فریب کی سیاست کب تک چلے گی۔ وان تتولو یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

<u>صدائے حق</u>! بہرحال مذہبی جرائد اور دینی رسالوں اور کچھ اسلام پسند اخبارات نے جو کچھ لکھا ہے یہ ان کی ملی ملکی اور مذہبی مجبوری ہے مگر بہت تھوڑا ہے ان کو تو ایسی شر انگیز اور ملک و ملت کیلئے تباہ کن تجویز کے خلاف ایک طوفان بن کر مقابلہ کرنا پڑے گا اور مسلسل تا کہ قوم کو جگانا ہوگا۔

صرف نغمہ ہی نہیں لَے بھی بدلنی ہوگی
باغبانوں نے "یہ" سنا ہے "کہ چمن بیچ دیا

<u>دینی رسائل اور اسلامی جماعتیں</u>! یہ ایک حقیقت ہے جس کا بعض مدیران جرائد مذہبیہ کو شاید صحیح اندازہ نہیں کہ دینی اور مذہبی رسائل ہی اسلامی جماعتوں کو پٹرول مہیا کر رہے ہیں عرب دنیا اگر پٹرول پر صحیح کنٹرول کرلے تو امریکہ تک کو مفلوج کر سکتی ہے بالکل اسی طرح اگر مذہبی رسائل مذہب ہی کی خاطر نظام اسلام قائم کر لینے کے بلند بانگ دعاوی کرنے والوں پر کڑی نظر رکھیں اور بلا خوف لومۃ لائم قل الحق ولو کان مُرًّا پر عمل پیرا ہوں تو دوسرے دن ہی ان کی آنکھیں کھل جاویں اور انگلستان کا راستہ چھوڑ کر راہ کعبہ پر چل پڑیں وما النصر الا من عند اللہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا اللہ لا یحب کل خوان کفور۔ أیبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً ۔